از عدالتِ عظمیٰ

سٹیٹ آف پنجاب و دیگران

بنام

کرشن نواس

تاریخ فیصلہ: 14 مارچ، 1997

[کے راما سوامی اور جی ٹی ناناوتی، جسٹس صاحبان]

قانونِ ملازمت:

محکمہ جاتی کارروائیاں- ملازم کو تعزیرات ہند کی دفعہ 303 کے تحت مجرم قرار دیا گیا اور اسے عمر قید کی سزا سنائی گئی- اس کے خلاف محکمہ جاتی کارروائی شروع کی گئی اور اسے ملازمت سے ہٹا دیا گیا- مقدمہ عدالتِ زیریں کے فیصلے کے خلاف اپیل پر، تعزیراتِ ہند کی دفعہ 302 کے تحت دی گئی سزا کو تبدیل کرتے ہوئے دفعہ 325 کے تحت جرم قرار دیا گیا اور ڈیڑھ سال قید کی سزا سنائی گئی- ٹرائل کورٹ کے فیصلے کے خلاف اپیل پر، تعزیرات ہند کی دفعہ 325 کے تحت دفعہ 302 کے تحت سزا کو تبدیل کر کے دفعہ 1 میں تبدیل کر دیا گیا اور 1-1/2 سال قید کی سزا سنائی گئی- ملازم نے آرڈر قبول کر لیا اور ڈیوٹی میں شامل ہو گیا- بعد میں اس نے یہ اعلان کرنے کے لیے ایک دیوانی دعویٰ دائر کیا کہ اس کی ملازمت سے برطرفی، عہدے میں کمی اور اسے اجرت واپس نہ دینے دینا غیر قانونی تھا- ٹرائل کورٹ نے دعویٰ خارج کر دیا، تاہم اپیلیٹ عدالت نے دعویٰ ڈگری کر دیا اور عدالتِ عالیہ نے اس ڈگری کی توثیق کی- قرار پایا کہ، ملازم نے اپیلٹ اتھارٹی کے حکم کو قبول کر کے اس عہدے پر شمولیت اختیار کر لی، اس کے لیے بعد میں حکم کو چیلنج کرنے کا اختیار نہیں تھا—اپنے طرز عمل سے اس نے حکم کی درستگی کو قبول کیا اور اس پر عمل کیا- دیوانی عدالت نے قابلیت میں جا کر حکومت کے خلاف معاملے کا فیصلہ نہیں کیا ہوتا- اپیلٹ عدالت اور عدالت عالیہ کے حکم کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے اور ٹرائل کورٹ کے حکم کی تصدیق ہوتی ہے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 2222، سال 1997۔

آر ایس اے نمبر 2662، سال 1995 میں پنجاب اور ہریانہ عدالت عالیہ کے 7.3.96 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل گزاروں کے لیے ایچ ایم سنگھ اور آر ایس سوری۔

جواب دہندہ کے لیے پی این پوری۔

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم سنایا گیا:

اجازت دی گئی۔ ہم نے دونوں طرف کے فاضل وکلاء کو سنا ہیں۔

یہ اپیل، خصوصی اجازت کے ذریعے، پنجاب اور ہریانہ عدالت عالیہ کے 7 مارچ 1996 کو دوسرے اپیل نمبر 2662 / 95 میں دیے گئے فیصلے سے پیدا ہوتی ہے۔

تسلیم شدہ حقائق یہ ہیں کہ مدعاعلیہ پر تعزیرات ہند کی دفعہ 302 کے تحت جرم کا الزام عائد کیا گیا تھا۔ اسے مجرم قرار دیا گیا اور عمر قید کی سزا سنائی گئی۔ اس کے بعد آئین کے آرٹیکل 311(2) کے تحت ان کے خلاف کارروائی شروع کی گئی اور انہیں ملازمت سے ہٹا دیا گیا۔ عدالت عالیہ نے تعزیرات ہند کی دفعہ 303 کے تحت اس کی اثباتِ جُرم کے خلاف اپیل کی اجازت دی تھی۔ تعزیرات ہند کی دفعہ 302 کے تحت اثباتِ جُرم کی اثباتِ جُرم کو تعزیرات ہند کی دفعہ 325 کے تحت ایک میں تبدیل کر دیا گیا اور اسے 1-1 / 2 سال کی قید بامشقت اثباتِ جُرم سنائی گئی۔ قید سے گزرنے کے بعد مدعاعلیہ نے اپیلٹ اتھارٹی کے سامنے اپیل دائر کی۔ اپیلٹ اتھارٹی نے یکم مارچ 1989 کے حکم کے ذریعے ملازمت سے ہٹانے کی سزا کو کم کر کے اس کی طرف سے نکالی گئی تنخواہ کے نچلے پیمانے پر کر دیا اور ہدایت کی کہ وہ سابقہ اجرت کا حقدار نہیں ہے۔ مدعاعلیہ نے اسے قبول کر لیا اور 5 جون 1989 کو ڈیوٹی پر شامل ہو گیا۔ اس کے بعد، اس نے یہ اعلان کرنے کے لیے ایک دیوانی دعویٰ دائر کیا کہ اس کی ملازمت سے برطرفی اور عہدے میں کمی اور یہ ہدایت کہ وہ اجرت کے بقایا ادا کرنے کا حقدار نہیں ہے، غیر قانونی تھی۔ ٹرائل کورٹ نے دعویٰ میں ڈگری کر دی۔ اپیل پر، ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج نے ٹرائل کورٹ کے فیصلے کو الٹ دیا اور دعویٰ منظور کر لیا۔ دوسری اپیل میں عدالت عالیہ نے اس کی تصدیق کی ہے۔ اس طرح، یہ اپیل، خصوصی اجازت کے ذریعے۔

مدعاعلیہ کے فاضل وکیل کا مؤقف ہے کہ جس جرم کے تحت اسے تعزیرات ہند کی دفعہ 325 کے تحت سزا سنائی گئی تھی اس میں اس کی اخلاقی انحطاط شامل نہیں ہے اور اس لیے اس کی تنخواہ میں کمی کی سزا کا نفاذ اور اجرت سے انکار بھی واضح طور پر غیر قانونی ہے اور یہ کہ اپیل گزار حکم کو چیلنج کرنے کے حقدار نہیں ہیں۔ ہمیں دلیل میں کوئی طاقت نہیں ملتی ہے۔ مدعاعلیہ نے اپیلٹ اتھارٹی کے حکم کو قبول کر لیا اور 5 جون 1989 کو اس عہدے پر فائز ہو گیا، اس کے بعد وہ حکم کو چیلنج کرنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ اپنے طرز عمل سے اس نے حکم کی درستگی کو قبول کیا اور پھر اس پر عمل کیا۔ ان حالات میں، دیوانی کورٹ قابلیت میں نہیں جاتی اور اپیل گزاروں کے خلاف معاملے کا فیصلہ نہیں کرتی۔

اس کے مطابق، اپیل منظور کی جاتی ہے۔ عدالت عالیہ اور اپیلٹ کورٹ کے احکامات کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے اور ٹرائل کورٹ کے احکامات کی تصدیق ہوتی ہے۔ اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں۔

اپیل منظور کی گئی۔